دستک

روبینہ فیصل

rubyfaisal@hotmail.com

مُلا سے مُلا تک

ایک 19 سال برٹش سپاہی Edward Vibart اپنی یاداشت میں مذید لکھتا ہے:

"یہ باقاعدہ قتل تھے۔میں نے ابھی بھی بہت سی کربناک موتیں دیکھی ہیں لیکن جو میں نے کل دیکھا دعا کرتا ہوں زندگی میں دوبارہ کبھی نہ دیکھوں۔عورتوں کو چھوڑ دیا گیا تھا مگر جب ان کے سامنے ان کے باپ، بھائی اور بیٹوں کو ذبح کیا جا رہا تھا تو ان کی چیخیں سننا بہت تکلف دہ تجربہ تھا۔خدا جانتا ہے مجھے کسی پر رحم نہیں آرہا تھا لیکن جب ایک بوڑھے سفید داڑھی والے کو لایا جائے اور آپ کے سامنے گولی ماردی جائے،کوئی پتھر ہی ہو جو یہ سب دیکھ کر ہل نہ جائے۔"......

جو موت کے منہ سے بچ گئے انہیں شہر کے باہر دھکیل دیا گیا۔دلی اجڑ گئی۔شاہی خاندان نے ہتھیار ڈال دیے مگر انہیں گرفتار کیا گیا،گولیاں ماردی گئیں اور پھانسیاں دی گئیں۔ان کے تن کو ہتھیار اور کپڑوں سے پاک کر دیا گیا۔

شہنشاہ ظفر کو کسی جنگلی جانور کی طرح پنجرے میں قید کر کے اس کی نمائش لگائی گئی۔تماشائیوں میں TIMES کا ایک نمائندہ بھی تھا۔جسے بتایا گیا تھا کہ قیدی انگریز کے خلاف بغاوت کا ماسٹر مائنڈ تھا۔Russell لکھتا ہے "وہ ایک کمزور،شکستہ حال، جسے ٹھیک سے نظر بھی نہیں آرہا تھا،بغیر دانتوں کے ایک ہارا ہوا بوڑھا تھا۔

اپنی رٹ قائم رکھنے کو ہر قسم کا ظلم کر کے جب انگریزوں نے بغاوت کچل دی تو مولویوں نے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ چومے اور اطاعت کی قسم اٹھائی۔مسجدوں میں فوراً شاہ کی وفاداری کی بجائے ملکہ کی وفاداری کے خطبے نشر ہونے لگے۔اور ساتھ ہی ساتھ مولوی نے مغربی طور طریقوں،تعلیم اور زبان سے بچنے کے لئے فتوی دینے شروع کر دئے۔جو یہ راہ اختیار کرے گا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔شکستہ دل مسلمانوں کو کہا مسجدوں میں بیٹھ کر اپنے گناہوں کی معافی مانگو۔سب سے زیادہ مسجدیں برطانوی دور میں بنیں۔مغلوں کے زمانے میں جامع مسجد دلی جیسی شاندار مسجدیں بنتیں مگر اب عام مسجدوں کی تعداد میں اضافہ ہوا۔مغلوں کے دور میں مسجدوں کا دھندہ ٹھپ تھا،اب چمکنے لگا۔مسلمانوں کو یہ کہا جانے لگا کہ عبادت کرو،اور اپنی روحوں کو پاک کرو،اپنے اپنا کو دنیاوی چیزوں سے دور کر کے صرف اللہ اور اس کے رسول کی خوشنودی حاصل کرو۔ایک طرف کہا کافروں کے طور طریقے نہ اپنانا دوسری طرف قران پاک کی آیت پڑھ کر سنائی کہ اپنے اللہ، رسول پاک اور حاکمِ وقت کے تابعدار رہو۔

اس دودھاری تلوار کا نقصان یہ ہوا کہ مسلمان اللہ اور رسول پر آس لگا کر بیٹھ گئے کہ وہی ان کی کھوئی ہوئی شان وشوکت واپس لا کر دیں گے اور جن گناہوں کے بدلے حاکمیت گئی ہمارا کام صرف ان گناہوں کی معافی مانگنا ہے اور ایک دفعہ معافی مل گئی تو پھر یہ کافر جن میں انگریز اور ہندو،دونوں شامل تھے ہماری سلطنت ہمیں واپس کر کے بھاگ جائیں گے۔بے عملی اور نظام سے دور رکھنے کا اس سے اچھا نسخہ کوئی اور نہیں

ہوسکتا تھا۔

سر سید احمد خان نے ان فتوؤں کے خلاف بغاوت کی اور مسلمانوں کو مغربی تعلیم اور زبان سیکھنے پر زور دیا۔اس نظام میں رہ کر خود ایک اعلی پوزیشن پر جب بیٹھے اور مراعات سے نوازے گئے تو نئی نسل نے انہیں اپنا آئیڈیل بنالیا اور مولویوں کا نوجوانوں کو مسجد تک محدود رکھنے کا منصوبہ کسی حد تک ناکام ہوا۔مگر یہ معاشرتی کشمکش آج بھی پاکستانی معاشرے کا حصہ ہے۔

قائداعظم نے جب علیحدہ قومی تشخص کی بات کی تو مولوی نے انہیں کافرِاعظم کہہ دیا۔متحدہ ہندوستان کو اسلام اور علیحدہ ملک مانگنے کو کفر کہا جانے لگا۔اور لوگوں سے کہا ہم اس دنیا میں بہترین لوگ ہیں اس لئے عنقریب انگریز اور ہندو یہ زمین ہمارے لئے کسی کرشمے کے تحت چھوڑ جائیں گے اور ہم پھر سے راج کریں گے۔خاموش دعائیں تو مانگو مگر حکومتِ وقت کے وفادار رہو کہ اسلام میں یہی حکم ہے۔مولوی کا منبر بہت طاقتور ہوتا ہے۔اسی لئے جب بھی کوئی تبدیلی لانا ہو،لوگوں کو بھڑکانا ہو،لوگوں کو رام کرنا ہو،لوگوں سے کچھ منوانا ہو اللہ اور رسول کی کتاب میں سے آئیتیں نکل آتی ہیں۔قران خاموش ہو تو حدیثوں کا سہارا لیا جاتا ہے اور عقیدت سے لبریز لوگوں کو کسی موم کی طرح مروڑا جاتا ہے۔کسی مشاق آرٹسٹ کی طرح اپنی من پسند شکل دے دی جاتی ہے۔مولوی صاحب کے فرمائے کی ہی طاقت تھی کہ یزید کو یہ جرات ملی کے وہ حسینؓ کے قتل کو جائز سمجھنے لگا۔اکبر بادشاہ کو نیا دین الٰہی نکالنے کا حوصلہ بھی مولوی صاحبان نے ہی دیا تھا۔

عام مولوی جو بچوں کو قران پاک پڑھا کر اپنی روزی روٹی کماتا ہے وہ ہر دوسرے مزدور کی طرح نظام کا ستایا ہوا ہے۔مگر وہ مولوی جو منبر کو سیاست کے لئے اور قرانی آیتوں کو مفاد کے لئے استعمال کرتا ہے اس سے زیادہ خطرناک ہتھیار کوئی اور نہیں۔احرار،خاکسار،جمعیت العلائے ہند اور جماعت اسلامی نے پاکستان کی مخالفت کی۔کیونکہ قائداعظم نے وہ بات کی جو درحقیقت اسلام ہے۔1943 میں کل ہند مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"یہاں میں جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کو خبردار کرنا چاہتا ہوں کہ وہ ایک ایسے ظالمانہ اور شر پسند نظام کی پیداوار ہیں،جس کی بنیادیں ہمارے خون سے سینچی گئی ہیں۔عوام کا استحصال ان کی رگوں میں خون بن کر گردش کر رہا ہے،اس لئے ان کے سامنے عقل اور انصاف کی کوئی دلیل کام نہیں کرتی۔ہمارے ہاں لاکھوں کی تعداد میں ایسے لوگ موجود ہیں جنہیں انتہائی مشقت کے باوجود صرف ایک وقت کی روٹی میسر ہے۔کیا یہ ہماری شاندار تہذیب ہے؟ کیا پاکستان کا مطلب یہ ہے؟ کیا آپ تصور کر سکتے ہیں کہ لاکھوں مسلمان معاشی ظلم کا شکار ہو کر ایک وقت کی روٹی کو بھی ترستے رہیں؟اگر پاکستان کا مطلب یہ ہے تو میں ایسے پاکستان سے باز آیا"

وہ کافرِاعظم قرار پائے۔

1977 میں پی این اے نے انتخابات میں دھاندلیوں کے خلاف ملک گیر تحریک چلانے کا اعلان کیا۔دیکھتے ہی دیکھتے وہ تحریک نظامِ مصطفےٰ کے نفاذ میں بدل گئی۔بھٹو نے بعد میں قومی اسمبلی کے سامنے پونے دو گھنٹے کی تقریر کی اور کہا" ہاتھی مجھ سے ناراض ہے۔لوگوں کو اذانیں دینے کے لئے پیسے دئے جا رہے ہیں۔یہ قومی اتحاد کی نہیں بلکہ بین الاقوامی سازش ہے۔قومی اتحاد کے لیڈروں کے پاس اتنا دماغ اور صلاحیت نہیں کہ تحریک کو یہاں تک لا سکیں"۔

خفیہ ایجنسیوں نے اصغر خان کے مقابلے میں مفتی محمود کو بھٹو کے خلاف اتحاد کا سربراہ بنا دیا۔ مذہب کا کردار سیاست میں خوب ہوا۔ مذہبی وزیر مولونا کوثر نیازی کی ہدایت پر بھٹو نے جلسوں میں سوشلزم کا نام لینا چھوڑ دیا، "مساواتِ محمدی ہماری معشیت" کا نعرہ بغیر مطلب جانے بجنا شروع ہو گیا۔

اجڑے دلی کے مولوی سے لے کر طاہر القادری تک سب مولویوں نے اسلام کو جس کا مطلب ہی انسان ہے، اپنے ذاتی مفاد کے لئے انسان کے لئے ہی مشکل بنا دیا ہے۔ اسلام جو کہ ایک ذاتی معاملہ ہے اسے مجموعی طور پر مسجد کے منبر سے ایک مولوی نیشنل اور انٹرنیشنل سیاست کی بھینٹ چڑھا دیتا ہے۔ مولونا طاہر القادری سے میں نے پوچھا کیا حکومتِ وقت کے خلاف جو ہتھیار یا ڈنڈا اٹھالے وہ مجاہد ہے یا فتنہ۔ مولونا صاحب نے کہا فتنہ اس وقت وہ طالبان کے خلاف پاکستانی ریاست کے آپریشن کی بات کررہے تھے۔ قرانی آئیتوں کا مفہوم بہت واضح تھا۔ مگر آج جب ریاست کے اندر ریاست سے بغاوت کی بات ہو ہی ہے تو قران پاک کی انہی آیتوں کا ترجمہ بدل چکا ہے۔ بھٹو نے کہا تھا ان مقامی لیڈروں میں یہ طاقت نہیں کہ اتنی بھرپور تحریک چلا سکیں۔ نواز حکومت گو کہ آ بیل مجھے مار کی عملی تصویر ہے مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بیل میں اتنی طاقت کہاں سے آ رہی ہے؟ بلکہ یہ مقامی بیل بین الاقوامی کھال پہن کر غریب لوگوں کے سروں میں گولیاں مرواتے ، اور انقلاب کے لئے ان کی جانیں مانگتے مگر خود پاکستان پہنچ کر بھی جہاز سے نیچے نہیں اترتے ڈرتے ہیں۔۔ سب کا جان و مال ایک سا قیمتی مگر شائد قران پاک میں کوئی ایسی آیت ہو جس میں بتایا گیا ہو کہ ایک غریب کا خون انقلاب کی راہ میں بہہ سکتا ہے ایک امیر کا نہیں چاہے وہ امیر مذہب ہی کیوں نہ ہو۔